فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۸۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

صَلَاةُ الْأَضْحٰى رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ الْفِطْرِ رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ الْمُسَافِرِ رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ، وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى.

''عیدالاضحیٰ، جمعہ، عیدالفطر اور سفر کی نماز دو دو رکعتیں ہیں، آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق یہ مکمل نماز ہے، قصر نہیں۔ (یاد رکھیں کہ) جس نے جھوٹ باندھنا، وہ برباد ہو گیا۔''

(سنن ابن ماجه : 1064، صحيح ابن خزيمة : 1425)

جواب: اس کی سند صحیح ہے۔

یہ روایت سند کے اعتبار سے موقوف ہے، مگر حکم میں یہ مرفوع ہے، جیسا کہ متن کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔

ثابت ہوا کہ عیدالاضحیٰ، عیدالفطر، جمعہ اور سفر کی نماز میں جو دو رکعات پڑھی جاتی ہیں، وہ قصر نہیں ہے، بلکہ وہ اصل میں پوری نماز ہے، کیونکہ آغاز میں سفر و حضر کی تمام نمازیں دو دو رکعت ہی فرض ہوئی تھیں، بعد میں حضر کی بعض نمازیں دو رکعات سے چار اور تین کر دی

گئیں اور سفر کی نماز دو رکعت ہی برقرار رہی۔ اسی طرح عید الاضحیٰ، عید الفطر اور جمعہ کی نماز دو رکعت ہی ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلَاةَ حِينَ فَرَضَهَا، رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ، وَزِيدَ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ .

''جب اللہ تعالیٰ نے نماز فرض کی تھی، تو حضر اور سفر میں دو دو رکعتیں ہی فرض کی تھیں، پھر سفر کی نماز کو (دو رکعت ہی) برقرار رکھا گیا اور حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔''

(صحيح البخاري : 350، صحيح مسلم : 685)

نماز مغرب کو سفر اور حضر میں تین رکعت ہی ادا کرنا ہے، جیسا کہ دیگر روایات سے ثابت ہوتا ہے، اس میں قصر نہیں۔

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا أَهْلَ مَكَّةَ لَا تَقْصُرُوا الصَّلَاةَ فِي أَدْنٰى مِنْ أَرْبَعِ بُرُدٍ مِنْ مَكَّةَ إِلٰى عُسْفَانَ .

''مکہ والو! چار برد سے کم مسافت پر نماز قصر نہ کیا کریں، یعنی کم سے کم مکہ سے عسفان تک (مسافت پر قصر کیا کریں)۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 11162، سنن الدّارقطني : 1447، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 5404)

(جواب): سند باطل ہے۔

① عبدالوہاب بن مجاہد مکی ''متروک وکذاب'' ہے۔

۞ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ عَبْدَ الْوَهَّابِ بْنَ مُجَاهِدٍ مُجْمَعٌ عَلٰی تَرْكِ حَدِيثِهٖ .

''عبدالوہاب بن مجاہد کی حدیث کو ترک کرنے پر اجماع ہے۔''

(القُصّاص والمُذَكِّرين، تحت الرقم: 52)

۞ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ عَبْدَ الْوَهَّابِ أَجْمَعُوا عَلٰی شِدَّةِ ضَعْفِهٖ .

''عبدالوہاب بن مجاہد کے سخت ضعیف ہونے پر محدثین کا اجماع ہے۔''

(البدر المنير: 543/4)

② اسماعیل بن عیاش کی اہل حجاز سے بیان کردہ روایت ''ضعیف'' ہوتی ہے۔ مذکورہ روایت بھی اہل حجاز سے ہے، لہٰذا ''ضعیف'' ہے۔

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَدُوقٌ فِي رِوَايَتِهٖ عَنْ أَهلِ بَلَدِهٖ، مُخَلَّطٌ فِي غَيْرِهِمْ .

''اپنے اہل علاقہ سے بیان کریں، تو صدوق ہیں، کسی اور سے بیان کریں، تو حافظے کی خرابی کا شکار ہوتے ہیں۔''

(تقريب التّهذيب: 473)

یہ روایت بھی حجازیوں سے ہے، لہٰذا ضعیف ہے۔ یہ جرح مفسر ہے۔

۞ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ ضَعِيفٌ .

''یہ حدیث ضعیف ہے۔''

(السّنن الكبرىٰ، تحت الحديث : 5404)

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

...... بِإِسْنَادٍ ضَعِيفٍ جِدًّا .

''اس کی سند سخت ضعیف ہے۔''

(خلاصة الأحكام : 731/2)

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا مَا يَعْلَمُ أَهْلُ الْمَعْرِفَةِ بِالْحَدِيثِ أَنَّهٗ كَذِبٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''حدیث کی معرفت رکھنے والے جانتے ہیں کہ یہ روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے۔''

(مَجموع الفتاوىٰ : 127/24)

۞ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا وَاهٍ .

''یہ روایت ضعیف ہے۔''

(المُهذّب في اختصار السنن الكبير : 1072/3)

۞ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(البدر المنير : 543/4)

۞ نیز سند کو بھی ''ضعیف'' کہا ہے۔

(خلاصة البدر المنير : 202/1)

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ .

''اس کی سند ضعیف ہے۔''

(فتح الباري : 566/2، التّلخيص الحبير : 117/2، تغليق التعليق : 416/2)

۞ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي إِسْنَادِهِ ضَعْفٌ .

''اس کی سند میں ضعف ہے۔''

(شرح صحيح البخاري : 291/2)

۞ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(مرقاة المفاتيح : 1007/3)

۞ علامہ عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(لمعات التّنقيح : 470/3)

سوال: مقیم امام کی اقتدا میں مسافر مقتدی نماز قصر کریں گے یا پوری پڑھیں گے؟

جواب: اگر امام نماز پوری پڑھائے، تو مقتدی بھی پوری پڑھیں گے، اگر مسافر مقتدی آخری دو رکعت میں شامل ہوا ہو، تب بھی مکمل نماز پڑھے گا۔

۞ موسیٰ بن سلمہ ہذلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ كَيْفَ أُصَلِّي إِذَا كُنْتُ بِمَكَّةَ إِذَا لَمْ أُصَلِّ مَعَ

الْإِمَامِ؟ فَقَالَ : رَكْعَتَيْنِ سُنَّةَ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: میں مکہ ہوں اور جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکوں، تو کتنی رکعت پڑھوں؟ فرمایا: دو رکعت ادا کریں، یہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔''

(صحيح مسلم : 688)

❁ عبدالرحمٰن بن یزید نخعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّى بِنَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، فَقِيلَ ذٰلِكَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَاسْتَرْجَعَ، ثُمَّ قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، فَلَيْتَ حَظِّي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ .

''سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ہمیں منی میں چار رکعت نماز پڑھائی، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس بارے پوچھا گیا، تو انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پیچھے منی میں دو دو رکعت ادا کیں۔ کاش کہ ان چار رکعات میں سے میری دو رکعت ہی قبول ہو جائیں۔''

(صحيح البخاري : 1084، صحيح مسلم : 695)

اس روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو امام چار رکعت نماز پڑھائے، اس کی اقتدا

میں چار ہی پڑھنی ہیں، دو رکعت نہیں پڑھ سکتے۔

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ ابْنَ عُمَرَ أَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ لَيَالٍ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ، إِلَّا أَنْ يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ فَيُصَلِّيهَا بِصَلَاتِهِ.

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مکہ میں دس دن قیام کیا، آپ نماز قصر ادا کرتے رہے، البتہ اگر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے، تو امام کی طرح نماز ادا کرتے (یعنی مکمل نماز پڑھتے تھے)۔''

(موطأ الإمام مالك: 148/1، وسندهٔ صحيحٌ)

❁ نیز بیان کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ صَلَّى أَرْبَعًا، وَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ، صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (سفر میں) جب (مقیم) امام کی اقتدا میں نماز پڑھتے، تو چار رکعت پڑھتے تھے اور جب اکیلے پڑھتے، تو دو رکعت پڑھتے تھے۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي: 2400، وسندهٔ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایسے مسافر کے بارے میں فرماتے ہیں، جو مقیم لوگوں کی جماعت میں شامل ہو:

يُصَلِّي بِصَلَاتِهِمْ.

''وہ مسافر بھی مقیم لوگوں کی طرح (پوری) نماز پڑھے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة: 3858، وسندهٔ صحيحٌ)

❁ مکحول شامی رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

فِي الْمُسَافِرِ يُدْرِكُ مِنْ صَلَاةِ الْمُقِيمِينَ رَكْعَةً أَوْ ثِنْتَيْنِ : فَلْيُصَلِّ بِصَلَاتِهِمْ .

''آپ رحمہ اللہ نے اس مسافر کے بارے فرمایا، جس نے مقیم افراد کی جماعت میں ایک یا دو رکعت پائی: اسے مقیم لوگوں کی طرح (مکمل) نماز پڑھنی چاہیے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 3855، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ مختار بن عمر وازدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ، عَنِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ، قَالَ : فَقَالَ : إِذَا صَلَّيْتَ وَحْدَكَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَإِذَا صَلَّيْتَ فِي جَمَاعَةٍ فَصَلِّ بِصَلَاتِهِمْ .

''میں نے جابر بن زید رحمہ اللہ سے سفر میں نماز کے متعلق سوال کیا، فرمایا: جب آپ اکیلے نماز پڑھیں، تو دو رکعت ادا کریں اور جب (مقیم امام کی) جماعت کے ساتھ ادا کریں، تو مقیم لوگوں کی طرح (مکمل) نماز ادا کریں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 3859، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِجْمَاعُ الْعَامَّةِ عَلٰى أَنَّ صَلَاةَ الْمُسَافِرِينَ أَرْبَعٌ مَعَ الْإِمَامِ الْمُقِيمِ .

''تمام اہل علم کا اجماع ہے کہ مقیم امام کی اقتدا میں مسافر بھی چار رکعات ادا کریں گے۔''

(الأمّ : 208/1)

سوال: کیا سفر میں نماز وتر ادا کی جائے گی؟

جواب: نبی کریم ﷺ نماز وتر کو سفر میں بھی ترک نہیں کرتے تھے۔

① **سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:**

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ، وَيُوتِرُ عَلَيْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ .

''رسول اکرم ﷺ سواری پر نوافل ادا کر لیتے تھے، اس کا منہ جدھر بھی ہوتا، اس پر وتر بھی پڑھ لیتے تھے، فرض سواری پر نہیں پڑھتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 1098 ، صحيح مسلم : 39/700)

② **ابومجلز رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا، سفر میں وتر کیسے پڑھیں؟ فرمایا:**

رَكْعَةٌ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ .

''رات کے آخری حصے میں ایک رکعت پڑھیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 301/2 ، وسندهٗ صحيحٌ)

③ **سعید بن جبیر رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق بیان کرتے ہیں:**

إِنَّهٗ أَوْتَرَ فِي السَّفَرِ .

''آپ رضی اللہ عنہ نے سفر میں وتر پڑھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 301/2 ، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا سفر میں نوافل پڑھے جاسکتے ہیں؟

جواب: سفر میں نماز کی سنتیں ادا کی جاسکتی ہیں، لیکن اس صورت میں جب نماز قصر

نہ کی ہو، قصرا گر کرلی ہے، تو بہتر ہے کہ سنتیں نہ پڑھیں۔ سفر میں دیگر نوافل کا اہتمام البتہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے، جو بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں متروک ہوچکی ہے۔

① سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ عَلَى الرَّاحِلَةِ، يُسَبِّحُ، يُومِیءُ بِرَأْسِهٖ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ، وَلَمْ يَكُنْ رَّسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ .

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو سواری پر نفل پڑھتے دیکھا۔ آپ سر کے اشارے سے نماز پڑھتے، اس کی پرواہ کئے بغیر کہ سواری کا منہ کس طرف ہے، البتہ فرض نماز سواری پر ادا نہیں کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 1097)

② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَبِّحُ عَلٰى ظَهْرِ رَاحِلَتِهٖ، حَيْثُ كَانَ وَجْهُهٗ، يُومِیءُ بِرَأْسِهٖ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهٗ .

''رسول اللہ ﷺ سواری کی پشت پر نفل پڑھ لیا کرتے تھے، رُخ جدھر بھی ہوتا۔ آپ ﷺ سر کے اشارے سے نماز پڑھتے۔ (راوی کہتے ہیں:) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 1105، صحيح مسلم : 39/100)

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي هٰذِهِ الْأَحَادِيث جَوَازُ التَّنَفُّلِ عَلَى الرَّاحِلَةِ فِي السَّفَرِ

حَيْثُ تَوَجَّهَتْ، وَهٰذَا جَائِزٌ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ .

''یہ احادیث سواری پر نفل کے جواز پر دلیل ہیں، چاہے سواری کا رُخ جس طرف بھی ہو۔ اس پر مسلمانوں کا اِجماع ہے۔''

(شرح مسلم : 210/5)

③ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَافَرَ فَأَرَادَ أَنْ يَتَطَوَّعَ؛ اسْتَقْبَلَ بِنَاقَتِهِ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ، ثُمَّ صَلَّى حَيْثُ وَجَّهَهُ رِكَابُهُ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں نوافل کا ارادہ کرتے، تو اونٹنی کا رخ قبلہ کی طرف کرتے اور تکبیر کہتے، پھر نماز پڑھتے رہتے، جس سمت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری آپ کو لے جاتی۔''

(سنن أبي داوٗد : 1225، مسند الإمام أحمد : 203/5، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع شرح المهذب : 234/3) اور حافظ منذری رحمہ اللہ (مختصر أبي داود : 59/2) نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنير : 438/3) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (بلوغ المرام، تحت الحدیث:۲۱۲) نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

سفر میں سنن موکدہ کے علاوہ دیگر نوافل ادا کرنا مسنون ہے :

① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :

صَحِبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ أَرَهُ يُسَبِّحُ فِي السَّفَرِ، وَقَالَ اللّٰهُ جَلَّ ذِكْرُهُ : ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ

أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾.

''میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں رہا ہوں۔ میں نے آپ ﷺ کو سفر میں کبھی سنتیں پڑھتے نہیں دیکھا، اللہ کا فرمان ہے، رسول اللہ ﷺ کی زندگی آپ کے لئے بہترین نمونہ ہے۔''

(صحيح البخاري :1101)

مراد یہ کہ نبی کریم ﷺ سفر میں قصر کرتے، تو سنتیں نہیں پڑھتے تھے۔ اس کی وضاحت درج ذیل واقعہ سے ہوتی ہے:

② حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ، قَالَ : فَصَلّٰى لَنَا الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَقْبَلَ وَأَقْبَلْنَا مَعَهٗ، حَتّٰى جَاءَ رَحْلَهٗ، وَجَلَسَ وَجَلَسْنَا مَعَهٗ، فَحَانَتْ مِنْهُ الْتِفَاتَةٌ نَحْوَ حَيْثُ صَلّٰى، فَرَآى نَاسًا قِيَامًا، فَقَالَ : مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ؟ قُلْتُ : يُسَبِّحُونَ، قَالَ : لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا لَّأَتْمَمْتُ صَلَاتِي، يَا ابْنَ أَخِي، إِنِّي صَحِبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ، فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ، وَصَحِبْتُ أَبَا بَكْرٍ، فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ، وَصَحِبْتُ عُمَرَ، فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ، ثُمَّ صَحِبْتُ عُثْمَانَ، فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ، وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ : ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي

رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾(الأحزاب : ٢١) .

''میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ مکہ جا رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ہمیں ظہر کی دو رکعات پڑھائیں اور اپنے خیمے میں چلے گئے، ہم بھی آپ کے ساتھ ہی خیمے میں چلے آئے۔ آپ بیٹھے، تو ہم بھی بیٹھ گئے۔ اچانک آپ نے دیکھا کہ نماز والی جگہ پر کچھ لوگ کھڑے ہیں، پوچھا: یہ کیا کر رہے ہیں؟ عرض کیا: سنتیں ادا کر رہے ہیں، تو فرمایا: بیٹا! میں نے اگر یہ نوافل ادا کرنے ہوتے، تو فرض ہی پورے پڑھ لیتا۔ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کا شرف حاصل ہوا ہے، جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہے، سفر میں دو رکعت ہی ادا کرتے رہے۔ میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا ہوں، بقید حیات وہ بھی دو رکعت ہی پڑھتے رہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رفاقت پائی ہے، تا حیات دو رکعت ہی پڑھتے رہے، سیدنا عثمان کی معیت میں سفر کیا، زندگی بھر وہ بھی دو رکعت ہی ادا کرتے رہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی آپ کے لئے بہترین نمونہ ہے۔''

(صحيح البخاري : 1102، صحيح مسلم : 689، واللّفظ لهٗ)

معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قصر کرتے، تو سنتیں ادا نہیں کرتے تھے۔ ورنہ مطلق طور پر سفر میں نوافل ادا کرنا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

③ سیدنا براء بن عازب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَحِبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلّٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَفَرًا، فَمَا رَأَيْتُهٗ تَرَكَ رَكْعَتَيْنِ إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ .

''میں نے اٹھارہ سفر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیے، آپ کو سورج ڈھلنے کے بعد، ظہر سے پہلے دو رکعات چھوڑتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔''

(مسند الإمام أحمد : 294/4، سنن أبي داوٗد : 1222، سنن التِّرمِذي : 550، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1253) نے ''صحیح''، امام حاکم رحمہ اللہ (1/ 315) نے بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَآهُ حَسَنًا .

''امام بخاری رحمہ اللہ اسے ''حسن'' سمجھتے تھے۔''

یہ دو رکعتیں تحیۃ الوضو کی ہو سکتی ہیں، قصر میں سنتِ مؤکدہ ادا کرنا ثابت نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُسَبِّحُ فِي السَّفَرِ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا .

''نبی کریم ﷺ سفر میں نماز سے پہلے والی سنتیں ادا کرتے تھے، نہ بعد والی۔''

(مسند السرّاج : 1402، وصحّحه ابن حبّان : 2753، وسندهٗ صحيحٌ)

④ سیدنا وبرہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَزِيدُ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ، لَا يُصَلِّي قَبْلَهَا، وَلَا بَعْدَهَا، فَقِيلَ لَهٗ : مَا هٰذَا؟ قَالَ : هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھتے تھے، نماز کی پہلے اور بعد والی سنتیں بھی ادا نہیں کرتے تھے، پوچھا گیا کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔''

(سنن النّسائي : 1457، وسندهٗ صحيحٌ)

⑤ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا إِذَا نَزَلْنَا مَنْزِلًا، لَا نُسَبِّحُ حَتّٰى نَحُلَّ الرِّحَالَ .

''ہم کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو پہلے جانوروں سے سامان اُتارتے، پھر نفل پڑھتے۔''(سنن أبي داوٗد : 2555، وسندهٗ صحيحٌ)

دورانِ سفر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ہانی کے گھر چاشت کی نماز ادا کی۔

⑥ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَا كَانَ فِينَا فَارِسٌ يَّوْمَ بَدْرٍ غَيْرُ الْمِقْدَادِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا، وَمَا فِينَا إِلَّا نَائِمٌ، إِلَّا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَةٍ يُّصَلِّي، وَيَبْكِي، حَتّٰى أَصْبَحَ .

''غزوہ بدر کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روتے ہوئے گزاری، مجھے یاد ہے کہ ہم سب سو رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت تلے نماز پڑھ رہے تھے، تب ہمارے پاس مقداد رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی بھی گھڑ سوار نہیں تھا۔''

(مسند الإمام أحمد : 125/1، 138، مسند أبي يعلٰى : 280، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (899) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (2257) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

فائدہ :

سفر میں سنتیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُمْرَةٍ فِي رَمَضَانَ، فَأَفْطَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصُمْتُ، وَقَصَرَ وَأَتْمَمْتُ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، أَفْطَرْتَ وَصُمْتُ، وَقَصَرْتَ وَأَتْمَمْتُ، فَقَالَ : أَحْسَنْتِ يَا عَائِشَةُ .

''میں رمضان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کے لیے گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ چھوڑ دیا، مگر میں نے روزہ رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز قصر کی، مگر میں نے پوری پڑھی۔ پھر میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ پر میرے ماں باپ قربان، آپ نے روزہ چھوڑ دیا تھا، جبکہ میں نے رکھا ہے اور آپ نے نماز قصر کی، جبکہ میں نے پوری پڑھی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ! آپ نے اچھا کام کیا ہے۔''

(سنن الدارقطني : 188/2 ، السنن الكبرٰى للبيهقي : 142/3 ، وسندهٗ صحيحٌ)

اس کی سند کو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''حسن'' اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

(تهذيب التّهذيب : 181/8)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى اسْتِحْبَابِ النَّوَافِلِ الْمُطْلَقَةِ فِي السَّفَرِ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ سفر میں مطلق (عام) نوافل مستحب ہیں۔''

(شرح النّووي : 198/5)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ مختار ہیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے تھے، اپنی محتاجی اللہ کے سامنے بیان کرتے تھے، جو بھی ضرورت پیش آتی، اللہ کے حضور ہاتھ اٹھاتے۔ لہٰذا نبی ﷺ مختار نہیں ہیں۔ ہر چیز کی کنجیاں اللہ رب العزت کے پاس ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذابِ أَفَأَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ﴾

(الزّمر : ١٩)

''بھلا جس کے لیے عذاب کا فیصلہ ہو چکا ہے، کیا آپ جہنمی کو چھڑا سکتے ہیں؟''

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾(التّوبة : ٨٠)

''(اے نبی!) آپ ان (مشرکوں) کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں، اگر ان کے لیے ستر مرتبہ بھی استغفار کریں، تب بھی اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا﴾(المائدة : ٤١)

''جسے اللہ تعالیٰ فتنے میں مبتلا کرنے کا ارادہ کر لے، تو آپ ہرگز اسے اللہ تعالیٰ سے کچھ فائدہ دینے کے مالک نہیں ہیں۔''

❁ حدیث میں ہے:

مَا أُعْطِيكُمْ وَلَا أَمْنَعُكُمْ، إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ .

''میں نہ تمہیں کچھ دے سکتا ہوں اور نہ روک سکتا ہوں، میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں، جہاں حکم ہوتا ہے، وہیں خرچ کرتا ہوں۔''

(صحيح البخاري : 3117)

یہاں نبی کریم ﷺ واضح فرما رہے ہیں کہ میں تمہیں کچھ عطا نہیں کر سکتا، نہ ہی رب کی عطا میں بندش ڈال سکتا ہوں۔

❁ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سَأَلْتُ رَبِّي ثَلَاثًا، فَأَعْطَانِي ثِنْتَيْنِ وَمَنَعَنِي وَاحِدَةً .

''میں نے اپنے رب سے تین چیزوں کا سوال کیا، اس نے دو عطا کر دیں اور ایک عطا نہیں کی۔''

(صحيح مسلم : 2890)

انبیا کو مختار کل اور ماذون مطلق قرار دینا درست نہیں، کیونکہ مسلمانوں میں کسی نے یہ عقیدہ اختیار نہیں کیا۔

❁ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فجر کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ہونٹ ہلتے نظر آئے، تو عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا وظیفہ ہو رہا ہے؟ فرمایا:

اللّٰهُمَّ بِكَ أُحَاوِلُ، وَبِكَ أُصَاوِلُ، وَبِكَ أُقَاتِلُ .

''یا اللہ! تیری مدد سے نیک کام کا ارادہ کرتا ہوں اور تیری مدد سے ہی دشمن پر حملہ کرتا اور جنگ کرتا ہوں۔''

(عمل اليوم والليلة لابن السُّنّي : 118؛ وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: رمضان میں تکمیل قرآن پر مسجد میں لائٹنگ اور چراغاں کرنا کیسا ہے؟

جواب: رمضان المبارک میں تکمیل قرآن کریم کے موقع پر مسجد میں لائٹنگ کرنا بدعت اور منکر کام ہے۔ خیر القرون میں اس کا وجود نہیں ملتا، بعد کی ایجاد ہے۔ وقت اور مال کا ضیاع ہے، مجوسیوں سے مشابہت ہے۔

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

صَارُوا يُوقِدُونَ النِّيرَانَ الْكَثِيرَةَ لِلْخَتْمَةِ فَيَجْمَعُونَ بَيْنَ تَضْيِيعِ الْمَالِ وَالتَّشَبُّهِ بِالْمَجُوسِ وَالتَّسَبُّبِ إِلَى اجْتِمَاعِ النِّسَاءِ وَالرِّجَالِ بِاللَّيْلِ لِلْفَسَادِ وَيُرِيهِمْ إِبْلِيسُ أَنَّ فِي هٰذَا إِعْزَازًا لِّلْإِسْلَامِ وَهٰذَا تَلْبِيسٌ عَظِيمٌ لِّأَنَّ إِعْزَازَ الشَّرْعِ بِاسْتِعْمَالِ الْمَشْرُوعِ .

''تکمیل قرآن کے موقع پر چکا چوند روشنیوں کا اہتمام کرتے ہیں اور مال کا ضیاع، مجوس سے مشابہت اور رات میں مرد وزن کے اختلاط جیسے کئی فسادات کا موجب بنتے ہیں۔ شیطان یہ چکمہ دیتا ہے کہ یہ عمل اسلام کی سر بلندی کا باعث ہے۔ یہ شیطان کی ملمع سازی ہے، کیوں کہ اسلام کی سر بلندی مشروع ذرائع سے ہی ممکن ہے۔''

(تلبيس إبليس، ص 138)

❀ علامہ ابن الحاج رحمہ اللہ (۷۳۷ھ) فرماتے ہیں:

لَا يُزَادُ فِي لَيْلَةِ الْخَتْمِ شَيْءٌ زَائِدٌ عَلٰى مَا فُعِلَ فِي أَوَّلِ الشَّهْرِ، لِأَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ مِنْ فِعْلِ مَنْ مَضٰى بِخِلَافِ مَا أَحْدَثَهٗ بَعْضُ

النَّاسِ الْيَوْمَ مِنْ زِيَادَةِ وُقُودِ الْقَنَادِيلِ الْكَثِيرَةِ الْخَارِجَةِ عَنِ الْحَدِّ الْمَشْرُوعِ لِمَا فِيهَا مِنْ إِضَاعَةِ الْمَالِ وَالسَّرَفِ وَالْخُيَلَاءِ سِيَّمَا إِذَا انْضَافَ إِلٰى ذَالِكَ مَا يَفْعَلُهُ بَعْضُهُمْ مِنْ وُّقُودِ الشَّمْعِ وَمَا يُرْكَزُ فِيهِ، فَإِنْ كَانَ فِيهِ شَيْءٌ مِّنَ الْفِضَّةِ أَوِ الذَّهَبِ فَاسْتِعْمَالُهُ مُحَرَّمٌ لِّعَدَمِ الضَّرُورَةِ إِلَيْهِ وَإِنْ كَانَ بِغَيْرِهِمَا، فَهُوَ إِضَاعَةُ مَالٍ وَّسَرَفٌ وَّخُيَلَاءُ .

''جو کچھ آغازِ رمضان میں کیا جاتا ہے، تکمیل قرآن کی رات اس سے زائد کچھ نہیں کیا جاسکتا، کیوں کہ یہ اسلاف امت کی مخالفت ہے۔ آج کل بعض لوگوں نے اس فانوس اور روشنیوں کا انتظام شروع کر دیا ہے، جس سے شرعی حدود پر زد آتی ہے، کیوں کہ اس میں مال کا ضیاع، اسراف اور فخر وتکبر ہے۔ بعض لوگ خصوصی طور پر شمعیں وغیرہ روشن کرتے ہیں اور ان موم بتیوں میں طرح طرح کی چیزیں گاڑی جاتی ہیں، یہ اور بھی قبیح عمل ہے۔ اگر تو سونا چاندی گاڑیں، تو یہ ممنوع اور حرام ہے اور اگر کوئی اور قیمتی چیز گاڑیں، تو مال کے ضیاع، اسراف و تبذیر اور تفاخر کا باعث ہے۔''

(المَدخل : 302/2)

اس عمل میں مذاہب باطلہ کی پیروی ہے، لہٰذا اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔